21

جب بھی مشکلات پیش آئیں صبر سے کام لو اور دعاؤں میں لگ جاؤ

(فرمودہ 26 جولائی 1957ء بمقام مری)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت فرمائی:

وَاصۡبِرۡ وَ مَا صَبۡرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَيۡهِمۡ وَلَا تَكُ فِىۡ ضَيۡقٍ مِّمَّا يَمۡكُرُوۡنَ ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيۡنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيۡنَ هُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ ۔1

اس کے بعد فرمایا:

"قرآن کریم کی یہ آیت اپنے اندر ایک وسیع مضمون لیے ہوئے ہے جسے ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا مذہبی جماعتوں کے لیے ضروری ہوا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے وَاصۡبِرۡ ۔ اے مخاطب! تُو صبر سے کام لے اور مخالفتوں سے گھبرا نہیں۔ وَ مَا صَبۡرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔ بے شک صبر سے کام لینا بظاہر مشکل ہوتا ہے۔ لیکن انسان اگر دعا سے کام لے تو اسے صبر کرنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ بعض دفعہ غلطی سے انسان یہ خیال کر لیتا ہے کہ میرا نفس میرے

قابو میں ہے مگر فرماتا ہے تمہارا اپنے نفس پر اعتبار کرنا غلط ہے۔ تمہیں یہ توفیق اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی میسر آ سکتی ہے۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ پھر فرماتا ہے۔ اگر تم صبر سے کام لوگے اور اللہ تعالیٰ پر توکل رکھو گے تو خدا تعالیٰ خود تمہارے مخالفوں کو ناکام کر دے گا۔ پس یہ خیال نہ کرو کہ تمہارے صبر کی وجہ سے مخالف دلیر ہو جائے گا اور وہ تم پر چڑھ آئے گا بلکہ تمہارا صبر تمہارے مخالفوں کی تدابیر کے لیے تباہی کا باعث بنے گا۔ پس ان کے متعلق غم مت کر۔ خدائی فیصلہ یہی ہے کہ جو مومنوں کو بِلا وجہ تکلیف دیتا ہے وہ تباہ کر دیا جاتا ہے۔

تاریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں ایسا ہی ہوا۔ آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ان کے مخالف ہمیشہ تباہ ہوتے چلے آئے ہیں۔ اُمّتِ محمدیہ کے اولیاء اور مجددین سے بھی یہی سلوک ہوتا رہا۔ حضرت سید احمد صاحب سرہندیؒ کو جہانگیر نے گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا مگر پھر وہی جہانگیر قلعہ میں آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے معافی مانگی اور انہیں رہا کیا۔ غرض صبر کے نتیجہ میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کی نُصرت ظاہر ہوتی ہے مگر صبر کرنا آسان بات نہیں ہوتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک پروفیسر عبداللہ ہوا کرتے تھے۔ ان کی عادت تھی کہ جب بھی کوئی شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بُرا بھلا کہتا وہ اُس سے لڑ پڑتے۔ ایک دفعہ خواجہ کمال الدین صاحب نے ان کی شکایت کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ انہیں سمجھایا جائے۔ آپ نے پروفیسر عبداللہ صاحب کو بلایا اور فرمایا کہ دیکھیں! صبر سے کام لیں اور اگر مجھے کوئی بُرا بھلا بھی کہے تو اشتعال میں نہ آیا کریں۔ اس پر وہ بڑے جوش سے کہنے لگے کہ میں ایسی بات نہیں مان سکتا۔ آپ کے پِیر یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر کوئی گالی دے تو آپ اُس سے مباہلہ کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں اور میرے پِیر یعنی آپ کو کوئی گالی دے تو آپ کہتے ہیں صبر سے کام لو۔ میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ سن کر خاموش ہو گئے۔

ان کے اندر اس قدر جوش پایا جاتا تھا کہ جب کرم دین کے مقدمہ کا فیصلہ ہونے لگا جس میں مجسٹریٹ نے آپ کو سزا دینے کا ارادہ کیا ہوا تھا تو وہ ایک بڑا سا پتھر اُٹھائے پھرتے تھے

کہ اگر مجسٹریٹ نے سزا دی تو وہ اُسے پتھر مار کر مار ڈالیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کا علم ہوا تو آپ نے ان کے دونوں ہاتھ پکڑنے کا حکم دے دیا تا کہ وہ جوش میں آ کر حملہ نہ کر بیٹھیں۔

غرض صبر کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ملتی ہے اور جب کوئی صبر سے کام لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اُس کے شاملِ حال ہو جاتی ہے۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ میں یہی پیشگوئی کی گئی ہے کہ مخالفین کے متعلق غم نہ کر۔ اللہ تعالیٰ فیصلہ کر چکا ہے کہ ان کو تباہ کر دے۔ چنانچہ دیکھ لو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مخالفین نے کتنی شرارتیں کیں۔ مگر آخر وہ خائب و خاسر ہو کر رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی فتح یاب ہوئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ صفا پہاڑی پر بیٹھے کچھ سوچ رہے تھے کہ ابوجہل آ نکلا اور اس نے بغیر کوئی بات کہے آپؐ کے منہ پر زور سے تھپڑ مار دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اتنا فرمایا کہ میں نے آپ لوگوں کا کیا بگاڑا ہے؟ میں تو صرف یہی کہتا ہوں کہ خدا ایک ہے۔ حضرت حمزہؓ کی ایک لونڈی گھر کے دروازہ میں کھڑی یہ نظارہ دیکھ رہی تھی۔ وہ دل ہی دل میں کڑھتی اور پیچ و تاب کھاتی رہی۔ شام کو حضرت حمزہؓ شکار سے واپس آئے اور گھر میں داخل ہوئے تو لونڈی غصہ سے کہنے لگی۔ تمہیں شرم نہیں آتی کہ آج تمہارے بھتیجے کے ساتھ کیا ہوا؟ وہ پتھر پر چپ کر کے بیٹھا تھا کہ ابوجہل نے اُس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ حمزہؓ اُسی وقت خانہ کعبہ میں پہنچے جہاں تمام رؤسائے مکہ بیٹھے تھے اور ابوجہل بھی اُن میں موجود تھا۔ انہوں نے جاتے ہی زور سے ابوجہل کے منہ پر کمان ماری اور کہا تُو نے آج میرے بھتیجے کو تھپڑ مارا ہے۔ اگر تجھ میں طاقت ہے تو میرا مقابلہ کر۔ ابوجہل پر ایسا رُعب طاری ہوا کہ وہ کہنے لگا۔ بے شک میرا ہی قصور تھا کہ میں نے اسے بلا وجہ مارا۔ اس کے بعد حمزہؓ سیدھے اُس مکان پر گئے جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور اسلام قبول کر لیا۔2 اب دیکھو! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صبر سے کام لیا تھا مگر خدا نے آپؐ کی طرف سے اُسی وقت بدلہ لے لیا۔

اِسی طرح بدر میں کُفّارِ مکہ کا جو حال ہوا وہ ظاہر ہے۔ ابوجہل نے دعا کی تھی کہ الٰہی اگر محمد رسول اللہ سچا ہے تو ہم پر پتھر پڑیں۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ ابوجہل مارا گیا اور اس کے ساتھیوں پر ایسا رُعب طاری ہوا کہ وہ شکست کھا کر بھاگ نکلے۔3

اِسی طرح ایک دفعہ زمانہ نبوت میں ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور اس نے کہا ابوجہل نے میرا کچھ قرض دینا ہے مگر وہ دیتا نہیں۔ آپؐ حلف الفضول میں شامل تھے۔ آپ مجھے قرض دلا دیں۔ آپؐ اُسی وقت اُس کے ساتھ چل پڑے اور ابوجہل سے جا کر بات کی۔ ابوجہل فوراً اندر گیا اور اس نے روپیہ لا کر دے دیا۔ بعد میں جب کُفّارِ مکہ نے اسے طعنہ دیا تو اس نے کہا کہ جب محمد رسول اللہ میرے پاس آئے تھے تو خدا کی قسم! میں نے دیکھا کہ دو مست اونٹ اس کے دائیں بائیں کھڑے ہیں اور اگر میں نے ذرا بھی انکار کیا تو وہ مجھے کھا جائیں گے۔ جس پر میں ڈر گیا اور میں نے روپیہ لا کر دے دیا۔4 یہ خدائی نشان تھا جس کے نتیجہ میں محمد رسول اللہ کی اس نے مدد کی اور دشمن کے دل میں اس نے رعب پیدا کر دیا۔

اِسی طرح طائف سے واپسی پر چونکہ ملکی قانون کے مطابق آپ مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے تھے آپ نے اپنے ایک شدید مخالف کو پیغام بھیجا کہ میں مکہ میں آنا چاہتا ہوں کیا تم اپنی پناہ میں مجھے داخل کر سکتے ہو؟ اُس نے فوراً اپنے بیٹوں کو بلایا اور کہا کہ ننگی تلواریں لو اور اُن کے سایہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر پہنچاؤ۔ چنانچہ وہ ننگی تلواریں لیے آپ کے آگے آگے آئے اور یہ کہتے آتے تھے کہ اگر کسی نے ذرا بھی سر اٹھایا تو اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ اِس طرح خدا نے ایک شدید ترین دشمن سے آپ کی حفاظت کروائی اور آپ سلامتی سے اپنے گھر پہنچ گئے5۔

غرض یہ موقع پر خدائی تائید اور نُصرت کے نظارے ہمیں آپ کی زندگی میں نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ایک مقام پر فرماتا ہے کہ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى6 یعنی اے محمد رسول اللہ! بدر کے موقع پر جو تُو نے کنکروں کی مُٹھی پھینکی تھی وہ بظاہر تُو نے پھینکی تھی لیکن اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ تھا کہ ایک ہزار کا لشکر اندھا ہو گیا اور اُس نے بھاگ کر مکہ میں جا کر سانس لیا۔

اِسی طرح غزوہ خندق کے موقع پر جبکہ کئی ہزار کا لشکر مدینہ کے اردگرد ڈیرہ ڈالے پڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے رات کو ایسی تیز ہوا چلائی کہ دشمن کی آگیں بُجھ گئیں۔ عرب لوگ آگ بجھنا منحوس خیال کیا کرتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تمام جرنیل بھاگ گئے۔ خود ابوسفیان اِس قدر گھبرایا کہ اُسے اونٹ کا گُھٹنا کھولنا بھی یاد نہ رہا۔ وہ اِسی حالت میں اُس پر سوار ہو گیا اور اُسے لاتیں مارنے لگ گیا۔ آخر کسی

نے کہا کہ ہوش سے تو کام لو۔ اونٹ کا تو گھٹنا بندھا ہوا ہے۔7 غرض اللہ تعالیٰ نے مخالفوں کے دلوں میں رُعب پیدا کر دیا کہ وہ ایک وہمہ کا شکار ہو کر میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بھی ہزاروں مشکلات آئیں مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ان مشکلات میں آپ کی تائید کی۔ ایک دفعہ آپ انارکلی میں سے گزر رہے تھے کہ ایک پاگل نے زور سے آپ کو دوہتڑ مارا جس سے آپ گر گئے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب کو اُس وقت جوش آیا اور انہوں نے اسے مارنا چاہا مگر حضرت مسیح موعودؑ نے منع فرما دیا۔ بعد میں اس شخص کا بھائی احمدی ہو گیا۔ وہ ہمیشہ اِس واقعہ پر رویا کرتا تھا اور حضرت مسیح موعودؑ سے عرض کرتا رہتا تھا کہ میرے بھائی کو معاف کر دیں۔ اُس نے آپ کی بڑی ہتک کی ہے۔ غرض صبر اپنے اندر بڑے شیریں نتائج رکھتا ہے۔ دوستوں کو چاہیے کہ انہیں جب بھی مشکلات پیش آئیں صبر سے کام لیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں لگ جائیں۔ یقیناً اللہ ان کی مشکلات کو دور کر دے گا اور انہیں کامیاب و بامراد کرے گا''۔

(الفضل 25 راکتوبر 1961ء)

1: النحل:128

2: سیرۃ ابن ھشام جلد اول صفحہ338، 339 اسلام حمزۃؓ دمشق 2005ء

3: صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الانفال باب '' وما کان اللّٰہ لیعذبھم وا نت فیھم''

4: سیرۃ ابن ھشام جلد1 صفحہ 440 تا 442 مطبوعہ دمشق 2005ء

5: طبقات ابن سعد جلد1 صفحہ212 مطبوعہ بیروت 1985ء

6: الانفال:18

7: السیرۃ النبویۃ لابن ھشام جلد2 صفحہ 1019 زیرعنوان مناداۃ ابی سفیان فیھم بالرّحیل دمشق 2005ء